ذاکر حسن نعمانی

مسلم معاشرے کا سب سے بڑا اور اہم کردار (عالم)

انسان مدنی الطبع ہے۔ مل جل کر رہنا چاہتا ہے، اس کیلئے الگ تھلگ زندگی گزارنا انتہائی دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں کوئی بھی انسان آپ کو ایسا نظر نہ آئے گا جو کسی ویرانے میں اکیلا آباد ہو۔ اور آبادی اس سے بہت دور ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہنگامہ شہر سے دور کسی پر سکون اور خوشگوار مقام پر گھر بنالے لیکن اتنے فاصلے پر گھر بنائے گا کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کسی آبادی یا شہر سے بوقت ضرورت رجوع کر سکے۔ تمام انسانوں میں ایک دوسرے کیلئے زبردست احتیاج پایا جاتا ہے۔ ہر انسان محتاج بھی ہے اور محتاج الیہ بھی۔ معاشرے میں چند قسم کے افراد بستے ہیں۔ ڈاکٹر، انجینیر، سائنسدان، تاجر، زمیندار، کاریگر، مزدور، نائی، لوہار، باورچی، فوجی، سپاہی، عالم اور بڑھی وغیرہ۔ ان تمام افراد کا معاشرہ میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ یہ تمام افراد بوقت ضرورت ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کی کمی کی وجہ سے سارے معاشرے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں ڈاکٹر نہ ہو تو لوگ علاج کیلئے دور دراز کی مسافت طے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کو اگر کسی مزدور کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ مزدور بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کا رخ کرتا ہے، کسی کو کسی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو تو عالم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس احتیاج کی وجہ سے معاشرہ کے تمام افراد تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں ملے جلے ہوئے ہیں۔

ان مذکورہ افراد کی اہمیت میں بڑا فرق ہے۔ بعض کی اہمیت بعض سے زیادہ، کسی کی طرف ضرورت زیادہ اور کسی کی طرف کم۔ ان افراد میں لوگ بعض معزز سمجھتے ہیں اور بعض کو گھٹیا۔ حالانکہ شرعی نقطۂ نظر سے یہ تصور صحیح نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کے تحت دنیا کے اس نظام کو چلا رہے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر بن رہا ہے کوئی تاجر اور زمیندار۔ کوئی لوہار بن رہا ہے کوئی عالم ہر انسان کے اندر ایک خاص قسم کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ قائم ودائم ہے۔ خوشی اور ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ دنیا ایک کھیل ہے اور اس کا فرد ایک کھلاڑی ہے۔ ہر کھلاڑی اپنی باری پوری کر کے رخصت ہوجاتا ہے لیکن کھیل ختم نہیں ہو رہا ہے

کتنے ڈرائیور عالم جاودانی کی طرف سدھار گئے لیکن گاڑیاں چل رہی ہیں ۔ اسلئے کہ ان کی جگہ نئے ڈرائیوروں نے لے لی ۔ بے شمار ڈاکٹر انتقال کر گئے لیکن ہسپتال دن رات علاج معالجہ میں مصروف عمل ہیں اس لئے کہ نئے نئے ڈاکٹر بن رہے ہیں جو بہ طریق احسن کام چلا رہے ہیں ۔ کتنے ائمہ اور خطیب وفات پاگئے لیکن امامت اور خطابت کا کام جاری ہے ۔ کتنے دین کا کام کرنے والے پردہ فرماگئے لیکن دین کا کام اور محنت جاری ہے ۔ یہ تمام کھیل قیامت تک جاری رہیں گے ۔ لیکن کردار بدلتے رہیں گے ۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو دنیا کا قائم رکھنا منظور ہو اس وقت تک کام چلانے والے بدلتے رہیں گے ۔ معاشرے کے ان تمام کرداروں کی اہمیت اور ضرورت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا، لیکن ان میں سب سے اہم اور بڑا کردار عالم ہے ۔ اگر معاشرے میں دس اہم کردار ہیں تو گیارھواں عالم ہوگا۔ اگر گیارہ اہم افراد کی ضرورت ہے تو بارھواں عالم ہوگا ۔ عالم ایک کردار ہے اور بقیہ کردار زیادہ ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر کرداروں کے پیدا کرنے والے ادارے زیادہ ہیں مثلاً سکولز ،کالج، یونیورسٹی ، بازار ، منڈی ،فیکٹری اور دفاتر وغیرہ ۔

ان تمام کرداروں کے مقابلہ میں عالم اکیلا ہے اس کیلئے وہ ادارہ جہاں سے ایک باصلاحیت عالم پیدا ہو وہ مدرسہ اور جامعہ ہے اس لئے دینی ادارے کم ہونگے اور دنیاوی ادارے زیادہ ہونگے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم ایک کردار ہے لیکن اس کا پلہ سب پر بھاری ہے ۔ ڈاکٹر صرف علاج کرتا ہے ، بڑھئی صرف فرنیچر بناتا ہے ، زمیندار صرف غلے اگاتا ہے ہر ایک فن کا دوسرا محتاج ہے ۔ کسی فن کا عادی ماہر فن کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن ہر فن کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے ۔ اپنے دائرہ عمل سے نہیں نکل سکتا ۔ ایک ڈاکٹر بڑھئی کا کام نہیں کر سکتا ۔ ایک بڑھئی ڈاکٹری فن نہیں کر سکتا ۔ ایک ماہر معلم و مدرس اچھا انجینئر نہیں بن سکتا ۔ ہر ایک ماہر فن اپنے فن کا دوسروں کو فائدہ پہنچا رہا ہے ۔ لیکن معاشرہ کے تمام ماہرین فن ہر وقت ایک عالم کے محتاج ہوتے ہیں ، ہر ایک ماہر فن کو اپنے فن میں شرعی مسئلہ کی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہ یک وقت سب اہم کردار ایک ماہر عالم کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔

صنعتی انقلاب اور طب جدید کی وجہ سے بے شمار نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں ۔ ان تمام مسائل کے شرعی حل کی ضرورت ایک عالم پوری کرتا ہے ۔

معاشرے کے تمام اہم کردار عالم کا اس میں ہاتھ نہیں بٹا سکتے ۔ ہاں ماہرین فن صرف مسئلہ کی نوعیت اور حقیقت واضح کرتے ہیں ۔ لیکن اس کا شرعی حل صرف ایک عالم ہی بتائے گا ۔

خوشی کا موقع یا غمی کا، نجی محفل ہو یا کوئی کانفرنس، سفر ہو یا حضر، مدرسہ کا ماحول ہو یا باہر کا ماحول۔ ہر جگہ لوگ عالم سے کوئی نہ کوئی مسئلہ دریافت کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ عالم کی طرف سے کسی پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ نہ کوئی فیس مقرر ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ڈاکٹر، وکیل یا کسی اور ماہر فن سے ہر جگہ ہر محفل میں اس کے فن کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کرنا نہ مناسب ہے نہ ماہرین فن اس کی اجازت دیتے ہیں اور نہ مفت کسی کو مشورہ دیتے ہیں۔ کتنی بھاری بھاری فیس مقرر ہیں۔ لوگ فیس دے کر ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن کسی عالم نے آج تک کسی سے کوئی فیس نہیں لی، نہ کوئی شرط لگائی ہے کہ فلاں جگہ مسئلہ پوچھنا اور فلاں جگہ نہ پوچھنا۔ بلکہ ہر جگہ ہر وقت اور ہر محفل میں مسئلہ بڑی خوشی سے بتادیتے ہیں، کیونکہ ان کا بتایا ہوا مسئلہ دنیا و آخرت کے اعتبار سے بڑا اہم ہوتا ہے۔ سب سے مقدم اس میں اللہ کی رضا اور ثواب کا تصور ہوتا ہے۔

ایک ڈاکٹر بھی عالم سے مسئلہ دریافت کرتا ہے۔ انجینئر بھی۔ غرض ہر اہم فرد اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تمام لوگوں کا اسی پر ہجوم ہوتا ہے۔ معاشرے کے تمام اہم کردار اس کی طرف محتاج ہیں۔ ڈاکٹر پر صرف بیماروں کا ہجوم ہوتا ہے۔ وکیل پر ملزموں اور مجرموں کا ہجوم ہوتا ہے۔ ہر ماہر فن کی طرف اس کے متعلقین رجوع کرتے ہیں۔ جبکہ تمام ماہرین فن کے سب متعلقین عالم کی طرف شرعی مسئلہ کے دریافت کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ایک عالم معاشرے کا اتنا اہم اور بڑا کردار ہے۔ چند بدبخت اس اہم کردار (عالم) کی معاشرے میں ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ایک عالم کو معاشرے پر بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے یہ کم فہم لوگ علماء کو مشورہ دیتے ہیں کہ مدارس میں دوران تعلیم حصول علم کے ساتھ کوئی فن سیکھیں تاکہ عملی زندگی میں معاشرے پر بوجھ نہ ہو۔ مدرسہ میں سیکھے ہوئے فن کی وجہ سے اپنے لئے دووقت کی روٹی کمائے گا۔ حالانکہ یہ مشاورین یہ نہیں سوچتے کہ مدرسہ کا فارغ دیگر ماہرین فن کی طرح ایک فرد بن جائے گا۔ اس کی علمی حیثیت بے فائدہ ہوکر رہ جائیگی۔ اس کا اپنا کردار ختم ہوکر رہ جائے گا، حالانکہ یہ ایک اہم کردار تھا۔ اگر عالم دیگر افراد کی طرح پیٹ کی کمائی کیلئے صبح سے شام تک تگ ودو شروع کردے تو مسلمانوں کے بچوں کی دینی پڑھائی وغیرہ کا کون ذمہ دار ہوگا؟ نمازیں کون سکھائے گا؟ جنازے کون پڑھائے گا اور مسائل کون حل کریگا۔ جس طرح ایک ڈاکٹر صرف اپنے فن کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے۔ اور حکومت اس کی کفیل بن کر تمام ضرورتیں پوری کرتی ہے۔ اگر ڈاکٹر کو یہ مشورہ دیا جائے کہ آپ معاشرے پر بوجھ ہیں لہذا آپ اپنے پیٹ کیلئے کوئی اور دھندہ شروع کریں تو آہستہ آہستہ ڈاکٹروں کی جنس ناپید ہوجائے گی۔

اسی طرح عالم کے بارے میں معاشرہ اور حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایک عالم کی تمام ضروریات پوری کی جائیں تاکہ عالم یکسوئی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ باوجود حکومت کی بے توجہی کے ایک عالم اللہ کے بھروسہ پر اپنا فریضہ ادا کررہا ہے۔ ہاں معاشرے کے متدین حضرات عالم اور مدرسہ کا اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مدارس چل رہے ہیں۔ بڑے بڑے علماء پیدا ہورہے ہیں۔ لیکن حاکم وقت اور حکومت کی اس بارے میں جو ذمہ داری تھی، اس کی ان کو فکر نہیں۔ ڈاکٹر، انجینئیر یا کسی اور اہم فرد کو حکومت نوکری، رہائش اور آمدورفت کیلئے گاڑیاں تک مہیا کرتی ہے جبکہ دینی ادارہ کا ایک بڑا شیخ الحدیث روڈ پر کھڑا کسی بس وغیرہ کی آمد کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ بس میں بیٹھے لوگ اس کی شکل وصورت کو دیکھ کر اس کیلئے اپنی سیٹ خالی کردیتے ہیں جبکہ بس میں جگہ نہ ہو۔ یا پھر کھڑے کھڑے دوسری سواریوں کی طرح سفر کرتا ہے، مطالعہ کیلئے کسی کتاب کی ضرورت ہو تو خرید نہیں سکتا۔ حالانکہ اس کتاب کی اس کو اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کتاب لکھ کر چھاپنا چاہے تو جیب اس کی اجازت نہیں دیتی۔ نہ ملک میں ایسی دینی لائبریریاں ہر جگہ مہیا ہیں کہ ہر عالم بوقت ضرورت اپنی علمی پیاس بجھاسکے۔ اس کے مقابلے میں طب وغیرہ میں ہر قسم کی کتابیں مہیا ہوسکتی ہے۔ حکومت اس کی کتنی سرپرستی کرتی ہے معاشرے کے تمام اہم کرداروں کیلئے ہر سال بجٹ سے بھاری رقوم مختص کی جاتی ہیں، جبکہ مساجد اور مدارس کیلئے چندے کئے جاتے ہیں، اور مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے ان بے بس اور مجبور علماء کو سب سے اول معیشت کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جس کے لئے قابل اور ذی استعداد فضلاء کسی کاروبار، سرکاری نوکری یا سکول، کالج میں تدریسی خدمات کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ ملک وقوم ایک مثالی عالم سے محروم ہوجاتی ہے۔ اگر حکومت ان ذی استعداد علماء کی ضرورت کی کفیل بن جائے تو اس ترقی یافتہ دور کے اندر نت نئے مسائل کے حل کیلئے قابل فخر علماء کی ایک بہترین کھیپ تیار ہوسکتی ہے۔ لیکن جب سے پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اس وقت سے لیکر آج تک ساری قوت اگر علم اور اہل علم کے مخالف نہیں رہی تو موافق بھی نہیں رہی ہے۔ لہذا معاشرہ اور صاحبان اقتدار کا فرض ہے کہ دیگر افراد کی طرح مسلمان معاشرہ عالم کو بھی ایک اہم ستون سمجھیں۔ جس طرح پورا معاشرہ مختلف قسم کے افراد کی طرف احتیاج رکھتا ہے اس طرح عالم کی طرف بھی پورا معاشرہ محتاج رہتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے اس معاشرے میں ایک عالم کو بھی اس کا صحیح مقام مل جائے۔ تاکہ معاشرہ ہر لحاظ سے کامل واکمل رہے۔